ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

چاک : ایک تجزیاتی مطالعہ
Chalk: An Analytical Study

Mahar Mushtaq Ahmad
Visiting Lecturer, Department of Saraiki
Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Malik Ammar Yasir Khakhi
Lecturer, Saraiki Area study centre
Bahauddin Zakariya University, Multan

Abstract:

Aziz Shahid Saraiki is considered to be a well-known academic and literary figure of Wasib.His Magical romantic poetry Leaves many traces on the heart and mind of the reader.His poetic greatness is also that he uses bitter words so beautifully that every word is full of sweetness and color. Apart from this, Aziz Shahid's aesthetic sense id very strong compared to other poets.This is the reason that he is familiar with the joys,sorrows and realities of Wasib and writing these realities in beautiful words in his poetry is the specialty of his poetry,in his poetry the woman shines with all her individuality.As the lover becomes the beloved and becomes the goddess of poetry, her words are self-made and the beloved is her only witness.So when we study Chalk, we find that Aziz Shahid is the power of Saraiki poetry.

Everything created in the universe,Earth and Sky. All colors are signs of nature's chalk. Culture and Customs are of every person's life is signs of chalk. The quality of his poetry is that his poetry reflects the culture and civilization of the Siraiki Region especially in the diction of Dera Ghazi Khan.The publication of "Chalk" is a clear proof that he is a legend poet of Saraiki poetry.

Key Words: Saraiki Culture,Beautiful past of Dera Ghazi Khan, its mounments, cultural colors of fairs, Beauty of Nature, love of birds, romantic poetry highlighted in Aziz Shahid poetry.

عزیز شاہد سرائیکی کے لیجنڈ شاعر ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ کلام "چاک" سرائیکی شعری ادب میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ عزیز شاہد علم و ادب سے محض شناسائی نہیں ۔ بلکہ اس کے راز ورموز سے آشنائی رکھتے ہیں۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ انہیں شاعری کا ڈھنگ ورثے میں ملا ۔ ان کے والد نور محمد سائل جو کہ بہت بڑے شاعر تھے۔ انہوں نے عزیز شاہد کو بچپن سے شاعری کے گُر دینا شروع کر دیئے۔ اس بات کا اعتراف خود عزیز شاہد اسطرح کرتے ہیں:

" شاعری کی ابتدائی تربیت میں نے اپنے والد سے ہی حاصل کی ۔ ان ے شاگردوں کی تعداد ۲۰۰ سے زیادہ تھی۔ جن میں احمد خان طارق ، حافظ رسول بخش اور نور محمد فیضی بھی شامل تھے۔ میں نے آٹھویں جماعت کے بعد ۱۹٦۰ء میں پہلا مشاعرہ پڑھا ، شاعرے میں میرے والد کے شاگردوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ والد صاحب کی وجہ سے مجھے احتراماً سب سے آخر میں پڑھایا گیا ۔"

اس مشاعرے میں ، میں نے یہ اشعار پڑھے:

وچ تصور دے جوڑ سیجاں پئی
سوہݨے سانول دے نال سم گھنداں
وسدے ویڑھے جو یاد آندے ہن
اپݨیاں بانہیں کوں آپ چُم گھنداں

مشاعرے میں مجھے بے پناہ داد ملی۔ یہ میر ا پہلا تکلم تھا اور میں نے جو کچھ سنایا۔ وہ میرے تجربے کا حصہ نہیں تھا۔ مجھے آج بھی نہیں معلوم کہ میں نے اس مشاعرے میں کس جنم کی بات کی تھی۔ میرے والد کے دوستوں میں سرور کربلائی بھی شامل تھے۔ بعد ازاں میں نے کربلائی صاحب کو اپنا براہ راست استاد بنایا۔" (۱)

عزیز شاہد بہت بڑا شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ شاعری سنانے کا ہنر بھی خوب جانتے ہیں۔ کوئی بھی مشاعرہ ہو۔ عزیز شاہد میلہ لوٹ لیتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

اس کے بارے میں رانا محبوب اختر رقمطراز ہیں:

" عزیز شاہد شعر نہیں سناتا ، جادو کرتا ہے۔ زبان کا لوچ اور سنانے کا انداز سننے والوں کو مسرور کر دیتا ہے۔ " (۲)

عزیز شاہد کی کتاب " چاک" بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ سرائیکی شاعری کی ایک توانا آواز ہے۔ کائنات میں کوئی بھی شئے بنائی گئی ہے۔ خدا کی جتنی خدائی ہے۔ زمین و آسمان ہے۔ سب میں چاک کا رنگ بھرا ہوا ہے۔ کائنات میں جتنے بھی رنگ ہیں۔ سب قدرت کے چاک کی نشانیاں ہیں۔

عزیز شاہد اس بارے میں لکھتے ہیں:

خاک وی آپ اے چاک وی آپ اے، بندہ آپ کمہار
اپنڑے تن دی آوی بالنڑ ڈھالنڑ من دا تھاں(۳)

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔"

"تحقیق ہم نے انسان کو بہت خوبصورت شکل و صورت میں پیدا کیا۔ "(٤)

ہم اگر غور کریں تو جیسے استاد بچوں کو پڑھاتے ہوئے تختہ سیاہ پر لکھتا ہے۔ جتنی تحریریں استاد کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تختہ سیاہ پر نظر آتی ہیں۔ بہت خوبصورت نظر آتی ہیں۔ ہر شاگرد کی خواہش ہوتی ہے۔ جیسے استادکی لکھت ہے۔ میں بھی ویسے لکھوں۔ استاد نے سبق پڑھایا یا کچھ لکھا۔ ہرے بندے کو ذہن نشین تو ہو گیا۔

پھر تختہ سیاہ پر پوچا پھیرا گیا۔ ہر شئے مٹ گئی۔ پھر نئے سرے سے لکھنا شروع کیا گیا تو پہلے جیسے لفظ نہ تھے۔ وہ قدرو قیمت نہ تھی۔ اسطرح دیکھا جائے تو ثقافتیں رسم و رواج ، ہربندے کی زندگی ایک چاک ہے۔

اس بارے میں شمیم عارف قریشی لکھتے ہیں:

"شاعری اوئیں بھوئیں اچوں نسردی ہوئی حیاتی دا ہک روپ اے۔ جیویں ماہنْو آپ تے ا وندی زبان، ثقافت ، تہذیب اتے بھوں سارے ڈکھالے ماہنْو دی آپنْی بھوئیں اچوں حیاتی دے نال نال نسردے اتے اوندا روپ بنْیندے رہ گئین۔ ماہنْو دی حیاتی دا ہک روپ اوندا آرٹ وی ہے۔ آرٹ وی اُوں اپنْی اُوں حیاتی وچوں ستریئے ۔ جیڑھی اُوں آپنْی بھوئیں تے گزاری اے۔ ایں حیاتی دے ا، ایں بھوئیں دے ، سارے رنگ اوندے آرٹ وچوں گزریل کلھ ، اج اتے آونْ آلے کلھ وچ ہمیشہ نشابر رہین۔ " (٥)

مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے سرائیکی خطے کی ثقافت کے بھی اپنے رنگ ہیں۔ سخی سرور کا میلہ، سرائیکی وسیب کے مقبرے ، کاشی گری کا اپنارنگ ہے۔ مثلاً انسان نے وقت گزارا۔لیکن اسے وہ چیز نہیںملتی۔ اس کو لگتا ہے وہ کسی چنگل میں پھنس گیا ہے۔ اونٹ کی کھال پر لکھائی ، یہاں کے لوگوں کا بھائی چارہ، محبت میلے ٹھیلے ، جو رنگ پہلے جیسے تھے۔ وہ اب اس صورت میں نہیں رہے۔

سرائیکی میں کہہ سکتے ہیں:

"لگدے اوہ پہلے ویلے کاں چاہ گئین۔ "

عزیز شاہد سرائیکی زبان کے نمائندہ شاعروں میں سے ہیں۔ ان کی شاعری کا حسن ہے کہ ان کی شاعری ، سرائیکی وسیب خصوصاً ڈیرہ غازیخان کے ڈکشن میں وسیب کے ساتھ جڑت کی بات اور قاری کو جہاں ڈیرہ غازیخان جب دریا برد ہو رہا تھا۔ اس کی پہچان کراتی ہے۔ بلکہ اس کے آثارجو باقی ہیں۔ اس کا علم ہے کہ ادھر کمپنی باغ جو ماضی میں ڈیرہ غازی خان کی تہذیب و ثقافت کا مظہر بھی ہوتا تھا۔ جدھر کشتی اور کبڈی کے مقابلے ہوتے تھے۔ جب سخی سرور ، میلہ پر عادل کے لیے عقیدت مندآتے تھے۔

کمپنی باغ میں رہنے سہنے کے رنگ کو عزیز شاہد نے اپنی شاعری میں بہت خوبصورت بیان کیا ہے۔ جب سخی سرور کا میلہ لگتا تھا تو اس میں شرکت کے لیے ۱۳ جمعراتوں تک دور دراز سے سنگھ کے قافلے آتے تھے، اونٹوں کی قطاریں اور اونٹوں کی جھنکار، موسیقار، رقاص اور پہلوان پتھر بازار میں سے ساونی کا جلوس، ہندوئوں کے تہوار ، حال احوال کی رسم، و ساخی میلہ کے موقع پر میوہ جات کی تقسیم، شادی کے وقت تقسیم و طعام کی رسمیں،ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ خطہ زندہ دل لوگوں کا مسکن تھا۔انسان جہاں پیدا ہوتا ہے۔اُس جنم بھومی سے انسان کا لگاؤ فطری عمل ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی شاعری میں اس لگاؤ کا اظہار بھی کرتے ہیں۔اور بتاتے ھیں کہ یہاں انسانیت تھی احترام تھایہ سارا حال احوال ان کی کتاب "چاک" میں واضح نشابر ہوتا ہے۔

اس حوالے سے عزیز شاہد کا کلام دیکھیں:

نہ جھنگ توں لہندے سنگھ رہ گئے نہ کھلدے روپ تے رنگ رہ گئے
نہ نچدے ناگ تے سنگ رہ گئے ہنْ ہر کوئی کلہا تھیا ویندے
ہر چیتر وساکھیاں ہوندیاں ہن، من مکھنْ ماکھیاں وہندیاں ہن

رشتیں دیاں راکھیاں ہوندیاں ہن، سنگ سجنْیں دھانونْیاں ہوندیاں ہن
رُتاں من بھانونْیاں ہوندیاں ہن، ہر میلہ میلا تھیا ویندے
کوئی لُنگیاں لاچے ہوندے ہن، جھم جھومری ناچے ہوندے ہن
ہر چوک ہماچے ہوندے ہن، ہر چوک پرایا تھیا ویندے
(٦)

بلاشبہ عزیز شاہد کی شاعری کی اہم خوبی یہ بھی ہے کہ ان کی زبان نہایت سادہ اور دھرتی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ان کی شاعر ی کی زبان وہی ہے جو سرائیکی وسیب کی بستی بستی میں بولی جاتی ہے۔ سرائیکی شاعری کا ایک اہم موضوع فراق ہے۔

اس بارے میں احمد خان طارق لکھتے ہیں:

ہر کہیں کوں اپنْے پیار دی ہے سب یار منینداں ودن
اے مونجھاں مٹھڑے ماںْھوں دیاں ہتھ پکڑ ٹریندان ودن
کئی قاصد اں تھل کیڈو آئے خود آپ سڈیندان ودن
میں ہک نہیں طارق سوسسیاں تھل پنل گولیندانودن (۷)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس سے پیار ہو اسکا آنکھوں سے اوجھل ہونا درد ناک ہوتاہے۔ہم اپنے پیاروں کو سِکتے ہیں۔اور انکی جدائی پرانکے ہجر میں اشک بھی بہاتے ہیں فراق کی منازل عام انسان کیلئے بھی باعث تکلیف ھیں ۔اور شاعر جیسا حساس طبقہ اس میں مبتلا ہو جائے تو اسے کہنا پڑتا ہے :

نہ آپ آندیں نہ یاد آندیں، بس اینویں لگدے وسار چھوڑی
میں تیڈی جی نال جیندا ں پیا ہم میکوں میڈی جان مار چھوڑی
تو ں مل ونجیں ہا تاں کیا کروں ہا جے نئیں ملیا تانوی کیا چا کیتے
ہوکا حیاتی ہئی گھنگی باتی ہئی، چپ چپاتی گزار چھوڑی
جئے مل وی پووئوں تاں مل نئیں سگدے جے کھل وی پووئوں تاں کھل نیں سگدے
اے اپنْے تے میڈے درمیان اِچ دوار کینجھی اُسار چھوڑی
(۸)

سرائیکی شاعری میں عشقیہ موضوع اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ موجود ہے اور یہ ایک اہم موضوع ہے۔

اس بارے میں ڈاکٹر گل عباس اعوان لکھتے ہیں:

عشق اچ سوچ دا دشمنْ تھیونْا...؟
عشق تاں زندگی گزارنْ داحوصلہ ڈیندے ...
عشق تاں ڈنگیئے رہانکوں سدھا کرنْ دا ڈا سکھیندے...
عشق تاں اندھاریاں راتیں اچ سوجھل چندر بنْ کے چمکدے...
ایں توں پرے رہ کے تاں انہاں کوں کیا لبھنْے...؟ (۹)

بلاشبہ انسانی زندگی کو متحرک کرنے والے جذبوں میں ایک بہت اہم جذبہ عشق ہے۔ عشق کے بغیر کوئی بھی منزل ملنا نا ممکن ہے۔ عزیز شاہد ایک جگہ فرماتے ہیں:

عشق عشق ہوندا ہے۔ کوڑ سچ تاں نیں ہوندا
عشق سِک دا سودا ہے سِک سوانی تھی سگدا(۱۰)

عزیز شاہد کی شاعری کا ایک اہم موضوع آفاتی حقیقتیں ہیں۔ ان کی شاعری کا ایک نیا رنگ حیران کن انکشافات ہیں۔ بڑے علم اور بڑی بات کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ قاری کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ عزیز شاہد اپنی شاعری میں مختلف تلمیحات کا استعمال کرتے ہوئے ، ایسے ایسے راز منکشف کرتے ہیں کہ قاری ایک بار تو حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔

اس موضوع پر کلام ملاحظہ ہو:

سوہنْی شئے توں اولے گھولے ہوندے پئے
شاعر اکثر گالھے بھولے ہوندن پئے
رُل گئے ہیں ول تیڈا دروی بھُل گئے ہیں
رل گئیں دے کجھ رولے شولے ہوندن پئے
اساں فقیر نہ یوسف نہ پیغمبر ہیں
کنڈ توں پاڑے چولے ہوندن پئے
ہاڑ ہنالی دھپ ہووئے یا پوہ پالا
پکھیاں دے کجھ چوگ چپولے ہوندن پئے
یاریں کوں نہ پھولیا کر نہ تولیا کر

اپنْے آپ اچ ڈھر یا تھولے ہوندن پئے
وصل وصال دی ہیل ہے کھیڈ نصیبیں دی
ہجر فراق دے جھکڑ جھولے ہوندن پئے(۱۱)

شاعر لوگ بہت حساس ہوتے ہیں۔ انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے فکر مند رہنا، فطرت سے پیار ، پکھی پرندون سے پیار معمولی بات ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پرندوں کا رشتہ انسانی زندگی سے بہت گہرا ہے۔ پرندوں کا خاتمہ کائنات کی رنگینیوں کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ پرندوں کا خاتمہ انسانی زندگی کا خاتمہ ہے۔ ہجرت ایک تکلیف دہ عمل ہوتا ہےہجرت چاہے مجبوری میں وقوع پذیرہویاخوشی میں ہجرت تکلیف دہ عمل ہے۔اورعزیزشاہدجیساحساس بندہ اس قہرسے بخوبی واقف ہے۔ عزیز شاہد بھی معصوم مہمان پرندے کو نج کے بارے میں فکر مند نظر آتے ہیں۔ ان کے مطابق ان کا خاتمہ قیامت ہے۔ اپنی شاعری میں اس کو موضوع بناتے ہوئے بہت خوبصورت بات کرتے ہیں۔

عزیز شاہد لکھتے ہیں:

ایں توں ودھ کوئی قیامت ہئی کیا آونْی ہے
کونجاں وی رُس گیاں ہن ساڈے پھیر کنوں(۱۲)

انسانی زندگی میں سب سے بڑی تلاش انسان کی اپنی آپ کو جاننے کی تلاش ہےہم غور نہیں کرتےدر حقیقت پوری کائینات انسان کے اندر موجود ہے۔اگر انسان اپنی پوری محنت سے دیانت داری سے اپنی ذات کو پہنچان لے کہ اس کے اندرروشن اورتاریک پہلوکون سےہیں۔جب انسان خود کو جاننےکے قابل ہو جاتا ہے۔اس انسان پر ایک بہت عظیم اوربرتر شعور کا دریچہ کھلے گا انسان اپنی صلاحیتوں کو سمجھے۔ ان پربھروسہ کرئے۔ جس نے خود کو تلاش کر لیا ۔ اس نے زندگی کی حقیقتوں کو تلاش کر لیا۔

اس عزیز شاہد فرماتے ہیں:

اُوں میکوں بھوندی بھوئیں اتے
بھیجا جو ہے کجھ ہے تاں سہی(۱۳)

مختصراً آخر میں راقم یہی کہے گا۔ عزیز شاہدبلا شبہ سرائیکی خطے کی معروف علمی ، ادبی شخصیت میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری میں سرائیکی وسیب جیتا جاگتا اور سفر کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

ان کی جادوئی ، رومانوی شاعری قاری کے دل و دماغ پر کئی نقش چھوڑتی ہے۔ ان کی شاعرانہ عظمت یہ بھی ہے کہ وہ ہر لفظ اتنی شائستگی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ ہر لفظ مٹھاس سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عزیز شاہد کی جمالیاتی حس دوسرے شاعروں سے قدرے مضبوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سچ کو جاننے کے ساتھ اس کو اپنی شاعری میں بہتر انداز میں بیان کرنا جانتے ہیں۔ ان کی شاعری کا خاصہ ہے کہ ان کی شاعری میٹھی اور رنگین ہے۔

عزیز شاہد کا اپنا لکھا گیا شعر ان کے لیے پورا اترتا ہے:

کونْ تھی سگدے سانویں تیڈے
چندر چمدے پچھانویں تیڈے

سرائیکی زبان میں ان کے شعری مجموعہ کلام کی کتاب "چاک " کی اشاعت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ سرائیکی شاعری کے لیجنڈ شاعر ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ رضی الدین رضی، مشاہیر ادب سے مکالمہ، اسلام آباد، نیشنل بک فائونڈیشن ، ۲۰۲۱ئ،ص۱۳۵،۱۳۶
۲۔ محبوب اختر ، رانا ، مونجھ سے مزاحمت تک ، ملتان ،جھوک پبلشرز، ۲۰۱۸ئ،ص۲۸۹
۳۔ عزیز شاہد، چاک، ڈیرہ غازیخان ،عزیز سرائیکی سنگت، ۲۰۲۳ئ،ص۸
۴۔ شمیم عارف قریشی، تل وطنی ورثے دی گول ، دیباچہ ،چھندیری ، ملتان جھوک پبلشرز، ۲۰۰۶ئ،ص:۴
۵۔ القرآن، سورۃ التین، ۲۹،آیت:۴
۶۔ عزیز شاہد، چاک، ڈیرہ غازیخان ،عزیز سرائیکی سنگت، ۲۰۲۳ئ،ص۸۷،۸۸
۷۔ احمد خان طارق ، سسی پنوں، ملتان ، جھوک پبلشرز، اگست ۲۰۱۱ئ،ص۷۵
۸۔ عزیز شاہد، چاک، ڈیرہ غازیخان ،عزیز سرائیکی سنگت، ۲۰۲۳ئ،ص۱۰۰
۹۔ گل عباس اعوان، ڈاکٹر، جدید سرائیکی شاعری ، ملتان، جھوک پبلشرز، ۲۰۱۴ئ،ص۵۸
۱۰۔ عزیز شاہد، چاک، ڈیرہ غازیخان ،عزیز سرائیکی سنگت، ۲۰۲۳ئ،ص۵۱
۱۱۔ ایضاً،ص۷۲،۷۳
۱۲۔ ایضاً،ص۱۰۹
۱۳۔ ایضاً،ص۷۱